امید، بھروسہ

اور رزق

Shaykh Pod BOOKS

Shaykh Pod URDU

مثبت خصوصیات کو اپنانا ذہنی سکون کا باعث بنتا ہے

امید، بھروسہ اور رزق

شیخ پوڈ کتب

شیخ پوڈ کتب، 2024 کے ذریعہ شائع کیا گیا۔

اگرچہ اس کتاب کی تیاری میں تمام احتیاط برتی گئی ہے، ناشر غلطیوں یا کوتاہی یا یہاں موجود معلومات کے استعمال کے نتیجے میں ہونے والے نقصانات کے لیے کوئی ذمہ داری قبول نہیں کرتا ہے۔

امید، بھروسہ اور رزق

دوسرا ایڈیشن۔ 22 مارچ 2024۔

کاپی رائٹ ©2024 شیخ پوڈ کتب۔

شیخ پوڈ کتب کے ذریعہ تحریر کردہ۔

فہرست کا خانہ

فہرست کا خانہ

اعترافات

مرتب کرنے والے کے نوٹس

تعارف

امید، بھروسہ اور رزق

امید - 1

امید - 2

امید - 3

امید - 4

امید - 5

اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسہ - 1

اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسہ - 2

اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر توکل - 3

اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسہ - 4

اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسہ - 5

اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر توکل - 6

اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسہ - 7

اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسہ 8

اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر توکل - 9

رزق - 1

رزق - 2

رزق - 3

رزق - 4

رزق - 5

اچھے کردار پر 400 سے زیادہ مفت ای بکس

دیگر شیخ پوڈ میڈیا

اعترافات

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جو تمام جہانوں کا رب ہے، جس نے ہمیں اس جلد کو مکمل کرنے کی تحریک، موقع اور طاقت بخشی۔ درود و سلام ہو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کا راستہ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی نجات کے لیے چنا ہے۔

ہم شیخ پوڈ کے پورے خاندان، خاص طور پر اپنے چھوٹے ستارے یوسف کے لیے اپنی تہہ دل سے تعریف کرنا چاہیں گے، جن کی مسلسل حمایت اور مشورے نے شیخ پوڈ کتب کی ترقی کو متاثر کیا ہے۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر اپنا کرم مکمل فرمائے اور اس کتاب کے ہر حرف کو اپنی بارگاہِ عالی میں قبول فرمائے اور اسے روزِ آخرت میں ہماری طرف سے گواہی دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے اور بے شمار درود و سلام ہو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، آپ کی آل اور صحابہ کرام پر، اللہ ان سب سے راضی ہو۔

مرتب کرنے والے کے نوٹس

ہم نے اس جلد میں انصاف کرنے کی پوری کوشش کی ہے تاہم اگر کوئی شارٹ فال نظر آئے تو مرتب کرنے والا ذاتی طور پر ذمہ دار ہے۔

ہم ایسے مشکل کام کو مکمل کرنے کی کوشش میں غلطیوں اور کوتاہیوں کے امکان کو قبول کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ہم نے لاشعوری طور پر ٹھوکر کھائی ہو اور غلطیوں کا ارتکاب کیا ہو جس کے لیے ہم اپنے قارئین سے درگزر اور معافی کے لیے دعا گو ہیں اور ہماری توجہ اس طرف مبذول کرائی جائے گی۔ ہم تہہ دل سے تعمیری تجاویز کی دعوت دیتے ہیں جو ShaykhPod.Books@gmail.com - پر دی جا سکتی ہیں

تعارف

مندرجہ ذیل مختصر کتاب عظیم کردار کے تین پہلوؤں پر بحث کرتی ہے :امید، اللہ پر بھروسہ، بلندی اور رزق۔

زیر بحث اسباق کو نافذ کرنے سے ایک مسلمان کو اعلیٰ کردار حاصل کرنے میں مدد ملے گی۔ جامع ترمذی نمبر 2003 میں موجود حدیث کے مطابق حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نصیحت فرمائی ہے کہ قیامت کے ترازو میں سب سے وزنی چیز حسن اخلاق ہوگی۔ یہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات میں سے ایک ہے جس کی تعریف اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی سورہ نمبر 68 القلم آیت نمبر 4 میں فرمائی ہے:

‘‘اور بے شک آپ بڑے اخلاق کے مالک ہیں۔’’

لہٰذا تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اعلیٰ کردار کے حصول کے لیے قرآن پاک کی تعلیمات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کو حاصل کریں اور اس پر عمل کریں۔

امید، بھروسہ اور رزق

امید - 1

جامع ترمذی نمبر 2459 میں موجود ایک حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحمت الٰہی سے حقیقی امید اور خواہش مندانہ سوچ کے درمیان فرق بیان فرمایا۔ حقیقی امید وہ ہے جب کوئی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچ کر اپنی روح کو قابو میں رکھے اور آخرت کی تیاری کے لیے سرگرم جدوجہد کرے۔ جبکہ احمق خواہش مند مفکر ان کی خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ سے ان کی مغفرت اور ان کی خواہشات کی تکمیل کی توقع رکھتا ہے۔

مسلمانوں کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ ان دونوں رویوں میں خلط ملط نہ کریں تاکہ وہ ایک خواہش مند مفکر کے طور پر جینے اور مرنے سے بچیں، کیونکہ اس شخص کے اس دنیا یا آخرت میں کامیاب ہونے کا امکان بہت کم ہے۔ خواہش مند سوچ ایک کسان کی طرح ہے جو پودے لگانے کے لیے زمین کو تیار کرنے میں ناکام رہتا ہے، بیج لگانے میں ناکام رہتا ہے، زمین کو پانی دینے میں ناکام رہتا ہے اور پھر بڑی فصل کی کٹائی کی توقع رکھتا ہے۔ یہ صریح حماقت ہے اور اس کسان کے کامیاب ہونے کا امکان بہت کم ہے۔ جبکہ حقیقی امید ایک کسان کی طرح ہے جو زمین کو تیار کرتا ہے، بیج لگاتا ہے، زمین کو پانی دیتا ہے اور پھر یہ امید رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بڑی فصل سے نوازے گا۔ اہم فرق یہ ہے کہ جو شخص سچی امید رکھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی پوری کوشش کرتا ہے، اس کے احکام کی تعمیل کرتا ہے، اس کی ممانعتوں سے باز رہتا ہے اور تقدیر کا صبر کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کے مطابق ہوتا ہے۔ اس پر اور جب بھی پھسلتے ہیں تو سچے دل سے توبہ کرتے ہیں۔ جبکہ خواہش مند مفکر اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں سرگرداں نہیں ہو گا بلکہ ان کی خواہشات کی پیروی کرے گا اور پھر بھی اللہ تعالیٰ سے یہ امید رکھے گا کہ وہ انہیں معاف کر دے گا اور ان کی خواہشات کو پورا کرے گا۔

لہٰذا مسلمانوں کو اس اہم فرق کو سیکھنا چاہیے تاکہ وہ خواہش مندانہ سوچ کو ترک کر سکیں اور اس کے بجائے اللہ تعالیٰ سے سچی امید اختیار کر سکیں جو ہمیشہ دونوں جہانوں میں بھلائی اور کامیابی کے سوا کچھ نہیں دیتی۔ صحیح بخاری نمبر 7405 میں موجود حدیث میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

خواہش مندانہ سوچ کی ایک خاص قسم جس نے ماضی کی قوموں اور حتیٰ کہ مسلم قوم کو بھی متاثر کیا جب کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام و ممنوعات کو نظر انداز کر سکتا ہے اور قیامت کے دن کوئی نہ کوئی ان کی شفاعت کرے گا اور انہیں بچا لے گا۔ نرک سے .حالانکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت ایک حقیقت ہے اور بہت سی احادیث میں اس پر بحث کی گئی ہے، جیسا کہ سنن ابن ماجہ، نمبر 4308 میں موجود ہے، حتیٰ کہ آپ کی شفاعت سے بعض مسلمانوں نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ جس کے عذاب میں اس سے تخفیف کی جائے گی وہ پھر بھی جہنم میں داخل ہوگا۔ جہنم میں ایک لمحہ بھی واقعی ناقابل برداشت ہے۔ لہٰذا خواہش مندانہ سوچ کو ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں عملی طور پر کوشش کرتے ہوئے سچی امید کو اپنانا چاہیے۔

شیطان ان لوگوں کو جو قیامت پر یقین نہیں رکھتے ہیں کہ اگر ایسا ہو بھی جائے تو وہ اس دن یہ دعویٰ کر کے اللہ تعالیٰ سے صلح کر لیں گے کہ وہ اتنے برے نہیں تھے کہ انہوں نے قتل جیسے بڑے جرائم سے اجتناب کیا۔ انہوں نے اپنے آپ کو یہ باور کرایا ہے کہ ان کی درخواستیں قبول کی جائیں گی اور انہیں جنت میں بھیج دیا جائے گا اگرچہ انہوں نے زمین پر اپنی زندگی کے دوران اللہ تعالیٰ سے کفر کیا۔ یہ ناقابل یقین حد تک احمقانہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس شخص کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کرے گا جو اس پر ایمان لایا اور اس کی اطاعت کرنے کی کوشش کرنے والے کے ساتھ کفر کیا۔ ایک آیت نے اس قسم کی خواہش مند سوچ کو مٹا دیا ہے۔ باب 3 علی عمران، آیت 85:

اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو چاہے گا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔"

آخر میں، ایک مسلمان کو یہ یقین کر کے خواہش مندانہ سوچ نہیں اختیار کرنی چاہیے کہ وہ مسلمان ہونے کے ناطے ایک دن جنت میں داخل ہوں گے ، چاہے وہ اپنے گناہوں کے نتیجے میں پہلے جہنم میں ہی کیوں نہ جائیں۔ کوئی بھی اپنے ایمان کے ساتھ اس دنیا سے جانے کی ضمانت نہیں دیتا۔ جو شخص سچے دل سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو چھوڑ دیتا ہے، اس کے اس دنیا سے بغیر ایمان کے چلے جانے کا بڑا خطرہ ہے۔ یہ سمجھنا ضروری ہے کہ ایمان ایک پودے کی مانند ہے جس کی پرورش اور نگہداشت اللہ تعالیٰ کی مخلصانہ اطاعت سے ہونی چاہیے۔ جب ایمان کا پودا نظر انداز کر دیا جائے تو وہ مر سکتا ہے، جس کے پاس دونوں جہانوں میں کامیابی کو یقینی بنانے کے لیے کچھ بھی نہیں بچا۔

امید - 2

صحیح بخاری نمبر 7405 میں موجود ایک طویل الٰہی حدیث میں اللہ تعالیٰ نے نصیحت کی ہے کہ وہ اپنے بندوں کے بارے میں ان کے تصور کے مطابق عمل کرتا ہے اور اس کے ساتھ سلوک کرتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر کوئی مسلمان اچھے خیالات رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بھلائی کی امید رکھتا ہے تو وہ اسے مایوس نہیں کرے گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے بارے میں منفی خیالات رکھتا ہے ، جیسا کہ یہ یقین رکھنا کہ اسے معاف نہیں کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے عقیدہ کے مطابق عمل کر سکتا ہے۔

یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ اللہ عزوجل میں سچی امید جس کا یہ حدیث اشارہ کرتی ہے اور خواہش مند سوچ میں بہت فرق ہے۔ خواہش مندانہ سوچ یہ ہے کہ جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اس کے احکام کی تعمیل کرنے، اس کی ممانعتوں سے اجتناب کرنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کے مطابق صبر کے ساتھ تقدیر کا مقابلہ کرنے میں ناکام ہو جائے تو اس طرح ان کو عطا کی گئی نعمتوں کا غلط استعمال کرتے ہیں اور پھر بھی اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ان کو بخش دے اور انہیں دونوں جہانوں میں رحمت عطا فرمائے۔ یہ سچی امید نہیں ہے، یہ محض خواہش مندانہ سوچ ہے۔ یہ ایک کسان کی طرح ہے جو کوئی بیج نہیں لگاتا، اپنی فصل کو پانی نہیں دیتا اور پھر بھی بڑی فصل کاٹنے کی امید رکھتا ہے۔ حقیقی امید وہ ہے جب کوئی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لیے کوشش کرتا ہے اور جب بھی وہ پھسل جاتا ہے تو سچے دل سے توبہ کرتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بخشش کی امید رکھتا ہے۔ یہ ایک کسان کی طرح ہے جو بیج لگاتا ہے، اپنی فصل کو پانی دیتا ہے، فصل کو صحت مند رکھنے کے لیے کوشش کرتا ہے اور پھر بڑی فصل کی امید کرتا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وضاحت کو جامع ترمذی نمبر 2459 میں موجود حدیث میں بیان فرمایا ہے۔

عام طور پر دیکھا جائے تو ایک مسلمان کو اپنی زندگی کے دوران اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنا چاہیے کیونکہ یہ ایسے گناہوں سے روکتا ہے جو امید سے برتر ہیں جو انسان کو نیک اعمال کرنے کی ترغیب دیتے ہیں خاص طور پر رضاکارانہ قسم ۔ لیکن بیماری اور مشکل کے دور میں اور خاص

طور پر موت کے وقت مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید کے سوا کچھ نہیں ہونا چاہیے، خواہ اس نے اپنی زندگی اس کی نافرمانی میں گزار دی ہو، جیسا کہ اس کا خاص طور پر حکم دیا گیا ہے۔
صحیح مسلم نمبر 2877 میں موجود ایک حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

امید - 3

میرے پاس ایک خیال تھا جسے میں شیئر کرنا چاہتا تھا۔ میں ایک عام چیز پر غور کر رہا تھا جو بہت سے لوگ کرتے ہیں یعنی لوگوں میں امید رکھنا۔ اس رویے کے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ لوگ فرشتے نہیں ہوتے، وہ غلطیاں کرنے کے پابند ہوتے ہیں اور لوگوں کی امیدوں اور امیدوں پر پورا اترتے ہیں۔ اس کے علاوہ، جیسے جیسے وقت بدلتا ہے اور ہر شخص اپنے اپنے راستے پر آگے بڑھتا ہے، جو دوسروں کے راستے سے الگ ہوتا ہے، اس کی وجہ سے وہ اپنی اپنی چیزوں جیسے کہ اپنی ذمہ داریوں میں مشغول ہو جاتا ہے۔ یہ تبدیلی اکثر ان لوگوں کو مایوس کرنے کا سبب بنتی ہے جو ان میں امید رکھتے ہیں چاہے ان کا یہ مطلب نہ ہو۔ ایسے لوگوں میں امید رکھنا جو کامل نہیں ہیں عموماً مایوسی کا باعث بنتے ہیں۔ اس کی ایک عام مثال، خاص طور پر ایشیائی کمیونٹی میں، جب والدین اپنے بچوں میں امید رکھتے ہیں۔ وہ امید کرتے ہیں کہ ان کے بچے زندگی میں وہ راستہ منتخب کریں گے جس کا وہ انہیں مشورہ دیتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ ان کے بچے اپنے والدین کی دیکھ بھال کو اپنی اولین ترجیح بنائیں گے۔ اگرچہ، بچوں کو اپنے والدین کا خیال ضرور رکھنا چاہیے کیونکہ یہ ان کا فرض ہے، لیکن والدین کو ان سے امید نہیں رکھنی چاہیے کیونکہ یہ اکثر مایوسی کا باعث بن سکتا ہے۔ لوگوں کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے اور لوگوں کے لیے اپنے فرائض کو پورا کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، اور پھر اللہ تعالیٰ پر امید رکھیں۔ ایک مسلمان کو کبھی نہیں بھولنا چاہیے کہ تمام مدد کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ ہے اور مخلوق صرف ایک ذریعہ ہے۔ ماخذ اب بھی ان کی مدد کر سکتا ہے یہاں تک کہ ان ذرائع کے بغیر بھی جو ان کے ذہن میں ہے اگر وہ چاہے۔ لیکن ذرائع خود ذریعہ کے بغیر مدد نہیں کرسکتے ہیں۔ اگر مسلمان اپنی توجہ اسباب پر رکھیں اور امید رکھیں تو وہ مایوس ہوں گے۔ لیکن اگر وہ اسے مصدر پر رکھ دیں تو انہیں اللہ تعالیٰ کی نصرت حاصل کرنے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔

لہٰذا مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی امید کو صحیح جگہ پر رکھیں جس کی تائید اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے ہونی چاہیے، جس میں اس کے احکام کو پورا کرنا، اس کی ممانعتوں سے اجتناب کرنا اور تقدیر کا صبر کے ساتھ سامنا کرنا شامل ہے، تب وہ سکون حاصل کریں گے۔ دماغ اور اطمینان وہ دونوں جہانوں میں چاہتے ہیں۔

امید - 4

میں نے کچھ عرصہ پہلے ایک خبر پڑھی تھی جس پر مختصراً بات کرنا چاہتا تھا۔ اس نے ایک مسلمان کے جنازے کی خبر دی جس نے کھلے عام اور مسلسل کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کیا۔ اگرچہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت لامحدود ہے اور تمام گناہوں پر غالب آ سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی لامحدود رحمت سے امید ترک کر دینے کو باب 12 یوسف آیت 87 میں کفر سے تعبیر کیا گیا ہے:

بے شک اللہ کی راحت سے کافروں کے سوا کوئی مایوس نہیں ہوتا‘‘۔ ’’

اس کے باوجود مسلمانوں کے لیے ایک حقیقت کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ ایک مسلمان کو اپنے ایمان کے ساتھ اس دنیا سے جانے کی ضمانت نہیں دی گئی ہے، ایک مسلمان کو غیر مسلم کی حیثیت سے موت کا خطرہ ہے۔ یہ سب سے بڑا نقصان ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو یہ نتیجہ اخذ کرنے کے لیے کسی عالم کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ شخص آخرت میں کہاں رہے گا۔ یہ اس وقت ہو سکتا ہے جب کوئی مسلمان گناہوں پر قائم رہے، خاص طور پر کبیرہ گناہوں، جیسے شراب پینا اور اپنی فرض نمازیں ادا نہ کرنا، اور اپنے گناہوں سے سچی توبہ کیے بغیر اپنے انجام کو پہنچ جائے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے تمام گناہوں سے سچے دل سے توبہ کریں اور اپنے تمام واجبات کو پورا کرنے کی کوشش کریں کیونکہ یہ ایک ایسا کام ہے جسے وہ بلا شبہ پورا کر سکتے ہیں۔ باب 2 البقرہ، آیت 286:

"اللہ کسی جان کو اس کی طاقت کے سوا کوئی ذمہ داری نہیں دیتا۔"

انہیں یہ یقین کرنے میں دھوکہ نہیں دیا جانا چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں حقیقی امید کے طور پر، اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے، اعمال کے ذریعے مدد ملتی ہے۔ اس میں اس کے احکام کو پورا کرنا، اس کی ممانعتوں سے اجتناب اور تقدیر کا مقابلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کے مطابق صبر کے ساتھ کرنا شامل ہے۔ ایسا نہ کرنا اور پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بخشش کی امید رکھنا اس کی رحمت کی امید نہیں ہے، یہ محض خواہش مندانہ سوچ ہے، جس کا اسلام میں کوئی وزن یا اہمیت نہیں۔ جامع ترمذی نمبر 2459 میں موجود حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح طور پر اس کی تنبیہ فرمائی ہے۔

امید - 5

میرے پاس ایک خیال تھا، جسے میں شیئر کرنا چاہتا تھا۔ اس دنیا میں ایک شخص بہت سی مختلف امیدیں اور بہت سے مختلف خوف رکھتا ہے۔ نتیجے کے طور پر، لوگ اپنی امیدوں کو حاصل کرنے اور ان کے خوف سے بچنے کے لیے عطا کیے گئے وسائل کا استعمال کرتے ہیں۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ قیامت کے دن یہ خوف اور امیدیں ختم ہو جائیں گی اور جہنم کے خوف اور جنت کی امید کے سوا کوئی ان کے بارے میں دوسرا خیال نہیں کرے گا۔ یہی وہ حقیقت ہے جس کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے سمجھا اور اس کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اپنی طرز زندگی گزاری۔ وہ جانتے تھے کہ قیامت کے دن تمام دنیاوی خوف اور امیدیں صرف ایک خوف اور ایک امید پر سمٹ کر رہ جائیں گی، چنانچہ انہوں نے اپنی امیدوں اور خوف کو ایک ہی امید اور ایک خوف میں تبدیل کر دیا، جب تک وہ زمین پر رہتے تھے۔ اس نے اس بات کو یقینی بنایا کہ وہ ان دنیاوی نعمتوں اور وسائل کو استعمال کریں جو انہیں عطا کی گئی ہیں تاکہ وہ جنت کی اپنی واحد امید حاصل کریں اور جہنم کے خوف سے بچ سکیں۔ اس نے انہیں دنیا اور آخرت میں امن حاصل کرنے کا موقع دیا۔ باب النحل، آیت 97 16:

" جو کوئی نیک عمل کرے گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، حالانکہ وہ مومن ہے، ہم اسے ضرور پاکیزہ زندگی دیں گے، اور ان کو ان کے بہترین اعمال کے مطابق ضرور اجر دیں گے۔ "

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جنت اور جہنم کے علاوہ کسی چیز سے خوف یا امید نہ رکھی جائے۔ اس بحث کا مطلب ہے کہ دنیا میں جن چیزوں سے وہ ڈرتے اور امید رکھتے ہیں ان کی جڑیں جہنم کے خوف اور جنت کی امید میں ہونی چاہئیں۔ دوسرے لفظوں میں، کسی کے تمام خوف اور امیدیں براہ راست جہنم کے واحد خوف اور جنت کی واحد امید سے منسلک ہونی چاہئیں۔ باقی تمام اندیشوں اور امیدوں کو ترک کر دینا چاہیے، کیونکہ وہ اس دنیا میں غیر اہم ہیں، خواہ یہ کسی شخص کے لیے ظاہر نہ ہوں، کیونکہ وہ قیامت کے دن غیر اہم ہوں گے۔ اس طرز عمل سے اس دنیا میں سکون اور سکون میں اضافہ ہوگا اور اس بات کو یقینی بنایا جائے گا کہ وہ جہنم کے خوف سے بچنے اور آخرت میں جنت کی واحد امید حاصل کرنے کے لیے مناسب طریقے سے تیار ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسہ - 1

جامع ترمذی نمبر 2344 میں موجود ایک حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نصیحت فرمائی کہ اگر لوگ واقعی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں تو وہ ان کو اسی طرح رزق دے گا جس طرح پرندوں کو دیتا ہے۔ وہ اپنے گھونسلے صبح بھوکے چھوڑتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر لوٹتے ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر واقعی بھروسہ وہ چیز ہے جو دل میں محسوس ہوتی ہے لیکن اعضاء سے ثابت ہوتی ہے، یعنی جب کوئی اللہ تعالیٰ کی سچی اطاعت کرتا ہے، اس کے احکام کی تعمیل کرتا ہے، اس کی ممانعتوں سے اجتناب کرتا ہے اور تقدیر کا مقابلہ صبر کے ساتھ کرتا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایات۔ باب 65 میں طلاق، آیت 3:

اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو وہ اس کے لیے کافی ہے‘‘۔’’

توکل کا وہ پہلو جو داخلی ہے اس میں پختہ یقین رکھنا شامل ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کسی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے اور دنیاوی اور دینی معاملات میں نقصان دہ چیزوں سے بچا سکتا ہے۔ ایک مسلمان یہ سمجھتا ہے کہ دینے، روکنے، نقصان پہنچانے یا فائدہ پہنچانے کا ذریعہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں۔ ایک مسلمان حقیقی معنوں میں اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ ہر وہ چیز جو ان کی زندگی میں ہوتی ہے، جس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ اکیلے کرتا ہے، اس میں شامل ہر فرد کے لیے بہترین ہے، چاہے یہ ان کے لیے اور دوسروں کے لیے واضح نہ ہو۔ باب 2 البقرہ، آیت 216:

لیکن شاید آپ کو کسی چیز سے نفرت ہو اور وہ آپ کے لیے اچھی ہو۔ اور شاید آپ کو ایک چیز پسند ہے اور وہ آپ کے لیے بری ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

غور طلب بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر صحیح معنوں میں بھروسہ کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اسباب مہیا کیے ہیں، مثلاً دوا استعمال کرنا چھوڑ دے۔ جیسا کہ زیر بحث مرکزی حدیث میں واضح طور پر ذکر ہے کہ پرندے اپنے گھونسلے چھوڑ کر رزق کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں۔ جب کوئی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ طاقت اور اسباب کو اسلام کی تعلیمات کے مطابق استعمال کرتا ہے تو وہ بلا شبہ اس کی اطاعت اور بھروسہ کرتے ہیں۔ یہ دراصل اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کا ظاہری عنصر ہے۔ یہ بات بہت سی آیات اور احادیث میں واضح ہو چکی ہے۔
باب 4 النساء، آیت 71:

‘‘اے ایمان والو احتیاط کرو۔’’

درحقیقت ظاہری عمل حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باطنی کیفیت ہے۔ ظاہری روایت کو نہیں چھوڑنا چاہیے خواہ وہ باطنی اعتبار کا مالک ہو۔

اعمال اور اللہ کی طرف سے فراہم کردہ ذرائع کا استعمال، اس پر بھروسہ کرنے کا ایک پہلو ہے۔ اس سلسلے میں اعمال کو تین اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ سب سے پہلے اطاعت کے وہ اعمال ہیں جن کا اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حکم دیتا ہے تاکہ وہ دونوں جہانوں میں امن اور کامیابی حاصل کر سکیں۔ یہ دعویٰ کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو امن اور کامیابی عطا کرے گا، ان اعمال کو ترک کرنا محض خواہش مندانہ سوچ ہے اور اسلام میں اس کی کوئی اہمیت نہیں۔

دوسری قسم کے اعمال وہ اسباب ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں لوگوں کے لیے اس لیے بنائے ہیں کہ وہ اس میں محفوظ رہیں، جیسے کہ بھوک کے وقت کھانا پینا، پیاس لگنے پر پینا اور سرد موسم میں گرم کپڑے پہننا۔ جو شخص ان کو ترک کر کے اپنے آپ کو نقصان پہنچاتا ہے وہ قابل ملامت ہے۔ البتہ کچھ لوگ ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے خاص قوت عطا کی ہے تاکہ وہ اپنے آپ

کو نقصان پہنچائے بغیر ان ذرائع سے بچ سکیں۔ مثال کے طور پر، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیر کسی وقفے کے دنوں کے روزے رکھتے تھے لیکن دوسروں کو بھی ایسا کرنے سے منع کرتے تھے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے کھانے کی ضرورت کے بغیر براہ راست مہیا کیا تھا۔ اس کی تصدیق صحیح بخاری نمبر 1922 میں موجود ایک حدیث سے ہوتی ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چوتھے سیدنا خلیفہ علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرمائی، تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے خلاف نہ ہوں۔ ضرورت سے زیادہ سردی یا گرمی محسوس کرنا۔ اس کی تصدیق سنن ابن ماجہ نمبر 117 میں موجود ایک حدیث سے ہوتی ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص ان ذرائع سے منہ موڑ لے لیکن اسے اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے فرائض میں کوتاہی کے بغیر صبر کرنے کی طاقت فراہم کی جائے تو یہ ہے۔ قابل قبول ہے ورنہ یہ قابلِ الزام ہے۔

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کے سلسلے میں تیسری قسم کے اعمال وہ چیزیں ہیں جو ایک رسم کے طور پر مقرر کی گئی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ بعض اوقات بعض لوگوں کے لیے توڑ دیتا ہے۔ اس کی مثال وہ لوگ ہیں جو بغیر دوا کے بیماری سے شفا پاتے ہیں۔ یہ خاص طور پر غریب ممالک میں کافی عام ہے جہاں دوائی حاصل کرنا مشکل ہے۔ اس کا تعلق سنن ابن ماجہ نمبر 2144 میں موجود ایک حدیث سے ہے جس میں یہ نصیحت کی گئی ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک کہ وہ اپنے لیے مختص کیے گئے ہر اونس کو استعمال نہ کر لے جو کہ صحیح مسلم کی ایک اور حدیث نمبر 6748 کے مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے۔ لہٰذا جو شخص اس حدیث کو صحیح معنوں میں سمجھتا ہے ، وہ سرگرمی سے رزق کی تلاش نہ کرے، یہ جانتے ہوئے کہ جو کچھ ان کے لیے بہت پہلے مختص کیا گیا تھا، وہ اس سے محروم نہیں رہ سکتا۔ پس اس شخص کے لیے رزق حاصل کرنے کے روایتی ذرائع مثلاً نوکری کے ذریعے حاصل کرنا اللہ تعالیٰ نے توڑ دیا ہے۔ یہ ایک اعلیٰ اور نادر درجہ ہے۔ صرف وہی شخص جو اس طرح کا رویہ اختیار کر سکتا ہے بغیر کسی شکایت یا گھبراہٹ کے اور نہ ہی لوگوں سے کسی چیز کی توقع رکھے اگر وہ یہ راستہ اختیار کرتا ہے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنن ابوداؤد نمبر 1692 میں موجود ایک حدیث میں تنبیہ کی ہے کہ کسی شخص کے لیے یہ گناہ ہے کہ وہ اپنے کفیلوں کی کفالت میں کوتاہی کرے۔ اگرچہ وہ اس اعلیٰ عہدے پر ہیں۔

اگرچہ یہ جاننا ضروری ہے کہ اسلام کی تعلیمات کے مطابق جو ذرائع عطا کیے گئے ہیں ان کا استعمال کرنا ان کو ترک کرنے سے کہیں زیادہ بہتر ہے کیونکہ کوئی چیز بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے افضل نہیں ہے۔ باب 3 علی عمران، آیت 31:

کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا ’’
‘‘اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔

اللہ تعالیٰ پر حقیقی بھروسہ، تقدیر پر راضی ہونے کا باعث بنتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس چیز کو بھی کسی کے لیے چنتا ہے، وہ بغیر کسی شکایت کے اور چیزوں میں تبدیلی کی خواہش کیے بغیر قبول کرتا ہے، کیونکہ ان کا پختہ یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف اپنے بندوں کے لیے بہترین چیز کا انتخاب کرتا ہے۔ باب 2 البقرہ، آیت 216:

لیکن شاید آپ کو کسی چیز سے نفرت ہو اور وہ آپ کے لیے اچھی ہو۔ اور شاید آپ کو ایک چیز پسند ہے اور وہ آپ کے لیے بری ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

نتیجہ اخذ کرنے کے لیے، یہ سب سے بہتر ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات پر عمل کیا جائے، ان حلال ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے جو اسلام کی تعلیمات کے مطابق عطا کیے گئے ہیں، اس بات پر پختہ یقین رکھتے ہوئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اندرونی طور پر بھروسہ کریں کہ صرف وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے گا، جو بلاشبہ اس میں شامل ہر فرد کے لیے بہترین انتخاب ہے، چاہے وہ اس کا مشاہدہ کرے اور اس کا احساس کرے یا نہ کرے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسہ - 2

صحیح بخاری نمبر 5705 میں موجود ایک حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصیحت فرمائی کہ 70,000 مسلمان بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے اور ان کی خصوصیات بیان کی ہیں۔

پہلی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو روحانی تراکیب کے ساتھ پیش نہیں کرتے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب کوئی شخص قرآن پاک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے مربوط الفاظ پڑھتا ہے اور کسی بیماری یا پریشانی کے علاج کے لیے اپنے آپ پر یا دوسروں پر پھونک مارتا ہے۔ یہ طریقہ بہت سی احادیث کے مطابق مکمل طور پر حلال ہے، جیسا کہ صحیح بخاری نمبر 5741 میں ہے۔ حرام کی قسم وہ ہے جب کوئی شیطانی الفاظ استعمال کرے۔ بد قسمتی سے حلال ترانے جائز ہونے کے باوجود بعض مسلمان ان سے اس قدر مشغول اور منسلک ہو جاتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے سے زیادہ ان پر بھروسہ اور بھروسہ کرتے ہیں۔ مطلب، وہ تقریباً ایسا برتاؤ کرتے ہیں کہ وہ صرف اس صورت میں ٹھیک ہو جائیں گے جب وہ کوئی ترانہ کریں، گویا شفا دینے کی طاقت اسی میں ہے۔ یہ عقیدہ اللہ تعالیٰ پر سچے بھروسے سے متصادم ہے، جیسا کہ حقیقت میں ہر چیز کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ وہ صرف کچھ لوگوں کا علاج کرنے کا انتخاب کرتا ہے، جیسے کہ روایتی دوائی یا ترانے۔ ایک مسلمان کو کبھی بھی ترانے پر اتنا بھروسہ نہیں کرنا چاہیے، ان کے بغیر کامیاب نتیجہ پر یقین کرنا ممکن نہیں۔ یہ اس کے مشابہ ہے جو روحانی مشقیں پڑھتا ہے اس یقین کے ساتھ کہ اگر وہ ایسا کرنے میں ناکام رہے تو وہ بیماری اور بدبختی سے محفوظ نہیں رہیں گے یا انہیں یقین ہے کہ وہ کسی طرح کسی کی تقدیر بدل سکتے ہیں جو کہ سراسر غلط ہے۔ اللہ، بلند، لوگوں کی حفاظت کرتا ہے اور وہ روحانی مشقوں کے ساتھ یا اس کے بغیر ایسا کرسکتا ہے۔ یعنی وہ کسی چیز کے حصول کے لیے کسی چیز پر منحصر نہیں ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق اس کے فراہم کردہ اسباب مثلاً دوائیوں کو استعمال کرتے ہوئے خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنی چاہیے اور ہر حال میں ان کے لیے بہترین نتائج کا انتخاب کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ کیا ہوتا ہے اس کا فیصلہ کرنے میں کسی دوسرے کا کوئی کنٹرول نہیں ہے اور اس لیے ڈرنا نہیں چاہیے۔ باب 9 توبہ آیت 51:

کہہ دو کہ ہم پر ہرگز نہیں مارے جائیں گے مگر وہی جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دیا ہے۔ وہ ’’ ہمارا کارساز ہے "اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

مزید برآں، روحانی مشاغل میں مشغول ہونا اکثر ایک بدتر بیماری کا باعث بنتا ہے جس کے بعد وہ اصل میں خوفزدہ ہوتے تھے، یعنی پیراونیا۔ پاگل پن انسان کو اللہ، بزرگی اور لوگوں کے بارے میں منفی سوچنے کا سبب بنتا ہے۔ یہ صرف ایمان کی کمزوری اور دوسروں کے ساتھ تعلقات کو خراب کرنے کا باعث بنتا ہے۔

اس کے علاوہ، اسلامی تعلیمات کا بنیادی ہدف اللہ تعالیٰ کی عملی اطاعت ہے، نہ کہ منتر کرنا۔ ایک مسلمان حلال ترانے استعمال کر سکتا ہے لیکن یہ سمجھنا بہتر ہے کہ مدد کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ ہے اور کوئی چیز اس کی مدد کو روک نہیں سکتی اور نہ ہی ان کی مدد کر سکتی ہے اگر وہ ان کے لیے کچھ اور فیصلہ کرے۔

روحانی مشقوں پر بہت زیادہ انحصار کرنے کے ساتھ ایک اور مسئلہ، جیسے کہ ترانے، یہ ہے کہ جب یہ لوگ مشکلات کا سامنا کرنے کے بجائے پہلے اپنے آپ کو اور اپنے رویے کا مشاہدہ کرنے کی بجائے یہ دیکھنے کے لیے کہ کیا انہیں اس میں بہتری لانے اور اللہ کی اطاعت پر ثابت قدم رہنے کی ضرورت ہے، برگزیدہ، صبر سے راحت کے انتظار میں، وہ ان پڑھ اور ناتجربہ کار لوگوں کی طرف رجوع کرتے ہیں جو روحانی مشقوں کے ذریعے دنیاوی چیزوں کو ٹھیک کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے اشارہ کیا گیا ہے، یہ لوگ صرف ایک مسلمان کو ایسی بیماری اختیار کرنے کا باعث بنتے ہیں جو ان کے ابتدائی مسئلے یعنی فالج سے کہیں زیادہ بدتر ہے۔ وہ مسلمانوں کو باور کراتے ہیں کہ ان کے مسائل یا تو مافوق الفطرت مخلوقات، جیسے جنات یا کالے جادو کی وجہ سے ہیں جو کسی نے ان کے خلاف استعمال کیے ہیں۔ اگرچہ جنات کا وجود ہے، لیکن ان کے لیے دنیاوی معاملات میں لوگوں کو متاثر کرنا بہت کم ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے مسلمان چھوٹی چھوٹی باتوں پر سخت بے وقوف اور توہم پرست ہو جاتے ہیں اور یہاں تک کہ وہ اپنے دوستوں اور رشتہ داروں پر شک کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ یہ صرف دشمنی اور ٹوٹے ہوئے تعلقات کا باعث بنتا ہے۔ مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اسلامی علم حاصل کرنے اور اس پر عمل کرکے اپنے ایمان کو مضبوط کریں۔ یہ انہیں ایسے بے وقوف لوگوں کی طرف رجوع کرنے سے روکے گا جو اپنے مسائل خود بھی حل نہیں کر سکتے، دوسروں کے مسائل کو حل کرنے دیں۔ مضبوط ایمان ان کو متاثر ہونے سے روکے گا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ پر

مکمل بھروسہ کریں گے۔ مضبوط ایمان ایک مسلمان کو یہ سمجھتا ہے کہ اگر ساری مخلوق ان کو نقصان پہنچانا چاہے تو وہ ایسا نہیں کر سکے گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی اجازت نہ دے۔ اسی طرح ساری مخلوق ان کو فائدہ نہیں پہنچا سکتی جب تک کہ اللہ تعالیٰ نہ چاہے۔ اور ہر معاملہ اور صورت حال ایک طے شدہ اور ناقابل تغیر منصوبہ یعنی تقدیر کے مطابق ہوتی ہے۔ تمام اسلامی تعلیمات میں اس کی تلقین کی گئی ہے، جیسے جامع ترمذی، نمبر 2516 میں موجود دور رس حدیث۔

آخر میں، اسلامی تعلیمات میں جڑے ہوئے روحانی مشقوں میں مشغول ہونا بھی انسان کو اللہ تعالیٰ کے خزانے کے ساتھ اس دکان کی طرح سلوک کرنے کی ترغیب دیتا ہے جہاں سے کوئی شخص کچھ روحانی مشقوں کے بدلے اللہ تعالیٰ سے دنیاوی چیزیں خریدتا ہے۔ یہ انتہائی اہانت آمیز اور غیر مخلصانہ رویہ ہے جیسا کہ قرآن پاک اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات، کریڈٹ کارڈز نہیں ہیں جن سے دنیاوی چیزوں کی خریداری کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے، جیسے کہ بچہ یا بچہ۔ ویزا بجائے اس کے کہ انسان کو اپنی جگہ معلوم ہو اور اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے کی طرح برتاؤ کیا جائے اور گاہک کی طرح کام نہ کیا جائے۔ اُنہیں چاہیے کہ اُس نے اُن نعمتوں کو استعمال کرتے ہوئے جو اُس نے اُن کو دی ہیں، اُس کی خوشنودی کے لیے خلوص دل سے اُس کی اطاعت کریں۔ اللہ تعالیٰ سے حلال دنیاوی چیزیں مانگنے کی اجازت ہے، جس کی توثیق قرآن پاک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات سے ہوتی ہے، لیکن دوسرے طریقوں سے بچنا چاہیے، کیونکہ یہ غلط استعمال کا باعث بنتا ہے۔ ہدایت کے دو ذرائع اور اللہ تعالیٰ کی طرف گاہک کی قسم کا رویہ اختیار کرنا۔

آخر میں، ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ اسلامی تعلیمات کا بنیادی ہدف اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل پیرا ہو کر، اس کی ممانعتوں سے اجتناب کرتے ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کے مطابق صبر کے ساتھ تقدیر کا سامنا کرے۔ پھر ہر حال میں ان کی مدد کے لیے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں۔

زیر بحث مرکزی حدیث میں اگلی خصوصیت جس کا ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ مسلمان ایمان نہیں رکھتے یا شگون سے متاثر ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث المفرد نمبر 909 میں برے شگون کی طرف توجہ نہ کرنے سے تنبیہ کی گئی ہے کیونکہ اس طرح کا برتاؤ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک کرنے کے مترادف ہے۔

برے شگون پر توجہ دینے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا اثر انسان کے رویے اور اعمال پر پڑتا ہے۔ اگرچہ کالا جادو اور نظر بد حقیقی ہیں، لیکن یہ سمجھنا ضروری ہے کہ کائنات میں ایک پتے کے پھڑپھڑانے سے لے کر طلوع آفتاب تک کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ کی مرضی اور مرضی کے بغیر نہیں ہوتی۔ لہٰذا ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ بدگمانیوں سے نہ گھبرائے اور نہ ہی چڑیلوں اور جادوگروں سے ڈر کر ثابت قدم رہے کیونکہ وہ ایسی چیز کو انجام نہیں دے سکتے جس کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ نہ کیا ہو۔ اس کے بجائے انسان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر ثابت قدم رہنا چاہیے، جو نعمتیں عطا کی گئی ہیں ان کو اس کی خوشنودی کے لیے استعمال کرنا چاہیے، اور اپنے جائز اعمال اور انتخاب کو جاری رکھنا چاہیے اور صرف روایات کے مطابق برائیوں سے پناہ مانگنا چاہیے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی تائید اور غالب انتخاب اور فرمان پر پورا بھروسہ رکھتے ہوئے ۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر توکل - 3

میرے پاس ایک خیال تھا جسے میں شیئر کرنا چاہتا تھا۔ مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس بات پر پختہ یقین رکھیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے جس چیز کو بھی ترک کر دیں گے اسے شدت سے نہیں چھوڑیں گے، خواہ وہ چیز حرام ہو یا حلال لیکن غیر ضروری۔ ایمان لا کر شیطان کے وسوسوں میں نہیں آنا چاہیے کیونکہ اس نے لوگوں کو گمراہ کرنے کو اپنا مشن بنا لیا ہے۔ مثال کے طور پر، جب بھی کسی مسلمان کو صدقہ دینے کی ترغیب دی جاتی ہے تو شیطان جلدی سے ان کو غربت سے ڈراتا اور ڈراتا ہے جس کی وجہ سے بہت سے معاملات میں ایک مسلمان اپنا ارادہ بدل دیتا ہے حالانکہ انہیں مکمل یقین ہوتا ہے کہ وہ اپنی دولت کا کچھ حصہ دینے سے غریب نہیں ہو جائیں گے۔ باب 2 البقرہ، آیت 268:

’’ شیطان تمہیں غربت سے ڈراتا ہے اور تم کو بے حیائی کا حکم دیتا ہے، جبکہ اللہ تم سے اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ کرتا ہے۔ اور اللہ ہر چیز کا احاطہ کرنے والا اور جاننے والا ہے۔"

ایک مسلمان کو اس آیت کے دوسرے نصف پر عمل کرنا چاہئے اور اس کے بجائے یہ بھروسہ رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس چیز کو بدل دے گا جو وہ اس کی خاطر چھوڑ دیتے ہیں اور اس سے کہیں بہتر چیز دے گا۔ جن لوگوں نے اس کا تجربہ کیا ہے وہ اس قول کی حقیقت کو جانتے ہیں لیکن جنہوں نے نہیں دیکھا وہ تاریخ کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے سب کچھ چھوڑ دیا وہ دونوں جہانوں میں کیسے کامیاب ہوئے۔ مثال کے طور پر نواسہ رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے اللہ کی خاطر لاتعداد لوگوں کی جانیں بچانے کے لیے اقتدار چھوڑ دیا۔ اعلیٰ اس کے اس عمل کی درحقیقت صحیح بخاری نمبر 3629 میں موجود ایک حدیث میں پیشگوئی کی گئی تھی۔ اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے اس کو اس سے بڑھ کر برکتیں اور اجر عطا کیا جو اسے اختیار کے کسی عہدے سے نہیں دے سکتا تھا۔ مثال کے طور پر جامع ترمذی کی حدیث نمبر 3768 میں اسے جنت کے نوجوانوں کا سردار قرار دیا گیا ہے گویا اس نے دنیا میں قیادت ترک کر دی اور آخرت میں اسے بڑا اختیار دیا گیا۔

جب تک کوئی مسلمان اپنے عمل میں خلوص رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ ان چیزوں کو بدل دے گا جو وہ اس کی رضا کے لیے چھوڑ دیتے ہیں۔ باب 2 البقرہ، آیت 245:

‘‘کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے تاکہ وہ اس کو اس کے لیے کئی گنا بڑھا دے؟’’

اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسہ - 4

میرے پاس ایک خیال تھا جسے میں شیئر کرنا چاہتا تھا۔ یہ عجیب بات ہے کہ بعض مسلمانوں نے کس طرح ایک ایسا رویہ اختیار کیا ہے جس کے تحت وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں، ان امور میں سستی کا بہانہ بناتے ہیں جو ان کی خواہشات کے خلاف ہیں۔ مثال کے طور پر، جب ان مسلمانوں سے کہا جاتا ہے کہ وہ اسلامی علم حاصل کریں اور اس پر عمل کریں تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی صحیح اطاعت کریں، اس کے احکام کو پورا کریں، اس کی ممانعتوں سے اجتناب کریں اور تقدیر کا صبر کے ساتھ سامنا کریں، تو وہ ڈھٹائی سے جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب رحم کرنے والا اور بخشنے والا ہے اس لیے وہ امید رکھتے ہیں کہ وہ ان کو معاف کر دے گا خواہ وہ اس کی اطاعت میں کوشش نہ کریں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ رحم کرنے والا اور معاف کرنے والا ہے اس نے اس کائنات میں ایک ایسا نظام ترتیب دیا ہے جس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے اگر وہ کامیابی حاصل کرنا چاہتا ہے۔

اس کے علاوہ، اگر وہ رحمت اور بخشش کی خدائی صفات پر اس قدر یقین رکھتے ہیں تو وہ اس کے رازق ہونے کی الٰہی صفت پر اسی سطح پر بھروسہ کرنے میں کیوں ناکام رہتے ہیں؟ یعنی جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے تمام مخلوقات کے لیے رزق مختص کیا ہے۔ اس کی تصدیق صحیح مسلم نمبر 6748 میں موجود ایک حدیث سے ہوتی ہے۔ وہ اپنے رزق کے حصول کے لیے فوائد کا دعویٰ کیے بغیر یا نوکری کے ذریعے کمائی کیے بغیر گھر میں آرام کیوں نہیں کرتے اور صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں کہ وہ ان کے لیے رزق فراہم کرے۔ جس طرح وہ اس کی بخشش کے لیے کوشش کیے بغیر اس پر بھروسہ کرتے ہیں؟ چیری چننے کا یہ رویہ ان کی سستی اور حقیقی غلط نیت کو ثابت کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ پر بالکل بھروسہ نہیں کرتے۔ یہ رویہ کسی کے وقت آنے سے پہلے بدلنا چاہیے تاکہ وہ فعال طور پر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کریں اور اندرونی طور پر اس کی بخشش اور رحمت پر بھروسہ کریں۔ تب ہی ایک مسلمان کو دونوں جہانوں میں حقیقی کامیابی حاصل ہوگی۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسہ - 5

میرے پاس ایک خیال تھا جسے میں شیئر کرنا چاہتا تھا۔ میں مسلمانوں کے درمیان پائے جانے والے ایک مشترکہ مسئلے پر غور کر رہا تھا۔ جب بعض کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو بجائے اس کے کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنے طرز عمل کا جائزہ لیں کہ کیا انہیں بہتر کرنے کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری پر ثابت قدم رہیں، صبر سے راحت کا انتظار کرتے ہیں، وہ بجائے اس کے کہ ان پڑھ اور ناتجربہ کار لوگوں کی طرف رجوع کریں جو اصلاح کا دعویٰ کرتے ہیں۔ روحانی ذرائع سے دنیاوی چیزیں۔ یہ لوگ صرف ایک مسلمان کو ایک ایسی بیماری میں مبتلا کر دیتے ہیں جو ان کے ابتدائی مسئلے یعنی بے وفائی سے بھی بدتر ہے۔ یہ لوگ مسلمانوں کو یہ باور کراتے ہیں کہ ان کے مسائل یا تو مافوق الفطرت مخلوقات، جیسے جنات یا کالے جادو کی وجہ سے ہیں جو کسی نے ان کے خلاف استعمال کیے ہیں۔ جنات کے وجود ، کے باوجود ان کے لیے دنیاوی معاملات میں لوگوں کو متاثر کرنا بہت کم ہوتا ہے۔ یہ غلط مشورہ مسلمانوں کو چھوٹی چھوٹی باتوں پر سخت بے وقوف اور توہم پرست ہونے کا سبب بنتا ہے اور یہ ان کے دوستوں اور رشتہ داروں کے بارے میں بھی شکوک پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے۔ یہ صرف دشمنی اور ٹوٹے ہوئے تعلقات کا باعث بنتا ہے۔ یہ رویہ اللہ تعالیٰ پر کسی کے ایمان کو بھی نقصان پہنچائے گا کیونکہ انہیں بہت سے معاملات میں ایسے کام کرنے کی تلقین کی جائے گی جن کی نصیحت قرآن پاک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات میں نہیں دی گئی ہے۔

مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اسلامی علم حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کے ذریعے اپنے ایمان کو مضبوط کریں۔ اس سے وہ ایسے بے وقوف لوگوں کی طرف متوجہ ہونے سے بچیں گے جو اپنے مسائل خود بھی حل نہیں کر سکتے دوسروں کے مسائل حل کرنے دیں۔ پختہ ایمان ان کو متاثر ہونے سے روکے گا کیونکہ وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ پر مکمل بھروسہ کریں گے۔ مضبوط ایمان ایک مسلمان کو یہ سمجھنے کی اجازت دیتا ہے کہ اگر ساری مخلوق انہیں نقصان پہنچانا چاہے تو وہ ایسا نہیں کر سکے گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی اجازت نہ دے۔ اسی طرح ساری مخلوق ان کو فائدہ نہیں پہنچا سکتی جب تک کہ اللہ تعالیٰ نہ چاہے۔ اور ہر معاملہ اور صورت حال ایک طے شدہ اور ناقابل تغیر منصوبہ یعنی تقدیر کے مطابق ہوتی ہے۔ اس کی نصیحت پورے قرآن پاک اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کی گئی ہے، جیسا کہ جامع ترمذی، نمبر 2516 میں موجود دور رس حدیث ہے۔

آخر میں، ایک مسلمان کو جب کوئی مسئلہ درپیش ہو تو سب سے پہلے اپنے طرز عمل کا جائزہ لے اور اگر ضرورت ہو تو اس کی اصلاح کرے اور پھر اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار رہے، اس کے احکام کو بجا لاتے ہوئے، اس کی ممانعتوں سے اجتناب کرتے ہوئے اور صبر کے ساتھ تقدیر کا مقابلہ کرتے ہوئے اور مزید مشکلات سے بچنا چاہیے۔ ایسے لوگوں سے اجتناب کرتے ہوئے جو دنیاوی مسائل کو روحانی طریقوں سے حل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر توکل - 6

میرے پاس ایک خیال تھا جسے میں شیئر کرنا چاہتا تھا۔ مسلمان اکثر سوال کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ پر اپنا بھروسہ کیسے مضبوط اور مضبوط کر سکتے ہیں، خاص طور پر مشکلات کے وقت۔ اس کا ایک اہم طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلصانہ اطاعت، اس کے احکام کی تعمیل، اس کی ممانعتوں سے اجتناب اور صبر کے ساتھ تقدیر کا سامنا کرنا۔ یہ اس لیے کہ جو اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہے، وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کو مانتا رہے گا، ان کی مدد نہیں کرے گا جس کے نتیجے میں اس پر ان کا اعتماد کمزور ہو جاتا ہے۔ جبکہ فرمانبردار مسلمان اس بات پر پختہ یقین رکھے گا کہ جس طرح انہوں نے اپنی ذمہ داریاں پوری کر دی ہیں اللہ تعالیٰ ان کی ضرورت کے وقت ان کا ضرور جواب دے گا جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ پر ان کا بھروسہ مضبوط ہو گا۔

اس کے علاوہ صحیح بخاری نمبر 7405 میں موجود ایک حدیث یہ نصیحت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کے بارے میں اس کے تصور کے مطابق جواب دیتا ہے۔ نافرمان انسان اپنی نافرمانی کی وجہ سے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں منفی خیالات رکھتا ہے۔ جبکہ ایک فرمانبردار مسلمان ان کی اطاعت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہمیشہ مثبت خیالات رکھتا ہے۔ یہ سوچ اللہ تعالیٰ پر ایک مسلمان کے اعتماد کو کمزور یا مضبوط کر سکتی ہے۔ فرمانبردار مسلمان اس بات پر بھروسہ کرتے ہیں کہ اگر وہ تجارتی معاہدے کے اپنے پہلو کو پورا کرتے ہیں تو ان کا کاروباری ساتھی بھی ایسا ہی کرے گا۔ اسی طرح ایک فرمانبردار مسلمان اس بات پر بھروسہ کرتا ہے کہ جس طرح انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اپنے فرائض ادا کیے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی زندگی بھر بالخصوص مشکلات میں مدد کرتے ہوئے اپنے وعدوں کو پورا کرے گا۔ جبکہ، جو شخص کسی کاروباری معاہدے کے اپنے پہلو کو پورا نہیں کرتا ہے وہ اعتماد نہیں کرے گا یا امید نہیں کرے گا کہ اس کا کاروباری پارٹنر ان کی طرف کو پورا کرے گا۔ اسی طرح ایک نافرمان شخص اس بات پر بھروسہ نہیں کرے گا کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرے گا کیونکہ وہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں ناکام رہے ہیں۔

نتیجہ اخذ کرنا، اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا اور اس کی تعمیر کا براہ راست تعلق اس کی اطاعت سے ہے۔ جتنا زیادہ فرمانبردار ہوگا وہ اس پر اتنا ہی زیادہ بھروسہ کرے گا۔ وہ جتنا کم فرمانبردار ہوں گے اتنا ہی اس پر بھروسہ کریں گے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسہ - 7

میں نے کچھ عرصہ پہلے ایک خبر پڑھی تھی جس پر مختصراً بات کرنا چاہتا تھا۔ اس میں کورونا وائرس کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ یہ دنیا بھر میں کتنی تیزی سے پھیل رہا ہے۔ مسلمانوں کے لیے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ اسلام مسلمانوں کو یہ سکھاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر سچا توکل حاصل کریں، اس کے بنائے ہوئے ذرائع کو متوازن طریقے سے استعمال کرتے ہوئے اور پھر یہ یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ جو نتیجہ منتخب کرتا ہے وہ ان کے لیے بہترین ہے۔ کورونا وائرس کے معاملے میں، مسلمانوں کو مناسب احتیاطی تدابیر اختیار کرنی چاہئیں، جیسے کہ اچھی حفظان صحت، بغیر کسی حد کے، جیسے کہ عوام میں ہزمٹ سوٹ پہننا۔ لیکن انہیں ایک حقیقت پر بھروسہ کرنا چاہیے اور اسے سمجھنا چاہیے، یعنی صرف وہی چیزیں جن پر اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی کے لیے کچھ فائدہ پہنچانا چاہے تو ساری مخلوق اس کو حاصل کرنے سے نہیں روک سکتی۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کسی کو بیماری جیسی بیماری میں مبتلا کرنا چاہے تو ساری مخلوق اس سے بچا نہیں سکتی۔ یہ اسلامی تعلیمات میں واضح کیا گیا ہے، جیسے جامع ترمذی، نمبر 2516 میں موجود حدیث۔ باب 6 الانعام، آیت 17:

"اور اگر اللہ تمہیں کوئی مصیبت پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اسے دور کرنے والا نہیں ہے۔ اور اگر وہ تمہیں بھلائی سے چھوئے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

اسلام ایک متوازن نقطہ نظر کی تعلیم دیتا ہے جس کے تحت کوئی معقول احتیاط برتتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے اور انہیں فراہم کی ہے لیکن اس بات پر بھروسہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے وہ ان کے لیے ناگزیر اور بہترین ہے، خواہ وہ اس کے پیچھے موجود حکمتوں کا مشاہدہ کرنے میں ناکام رہے۔ .یہ رویہ اور عقیدہ بے وفائی اور تناؤ کو روکتا ہے۔ باب 2 البقرہ، آیت 216:

"لیکن شاید آپ کو کسی چیز سے نفرت ہو اور وہ آپ کے لیے اچھی ہو۔ اور شاید آپ کو ایک چیز پسند ہے اور وہ آپ کے لیے بری ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

مزید برآں، اس وائرس کے تیزی سے پھیلنے سے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ سے سچے دل سے توبہ کرنے اور اس کے احکام کی تعمیل، اس کی ممانعتوں سے اجتناب اور تقدیر کا صبر کے ساتھ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایات کے مطابق مقابلہ کرتے ہوئے اس کی اطاعت میں جدوجہد کرنے کی ترغیب دینی چاہیے۔ ، السلام علیکم اور خاص طور پر اپنے علم کے مطابق نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کا اپنا فرض ادا کریں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنن ابن ماجہ نمبر 4019 میں موجود ایک حدیث میں تنبیہ کی ہے کہ جب بے حیائی پھیل جائے گی اور عام ہو جائے گی تو لوگ نت نئی بیماریوں میں مبتلا ہو جائیں گے جو ان سے پہلے کبھی نہیں ہوئیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسہ 8

میں نے کچھ عرصہ پہلے ایک خبر پڑھی تھی جس پر مختصراً بات کرنا چاہتا تھا۔ اس نے کائنات کے مختلف پہلوؤں، جیسے سورج، سیاروں اور دیگر چیزوں کی اطلاع دی۔ تاریخ کے ایک موقع پر ایسا لگتا تھا کہ کائنات میں زمین ہی واحد اہم چیز ہے۔ لیکن وقت گزرنے اور سائنسی ترقی کے ساتھ یہ پتہ چلا کہ زمین درحقیقت ایک وسیع سمندر یعنی کائنات میں صرف ایک قطرہ ہے۔ مسلمانوں کے لیے ان سائنسی تعلیمات کو سمجھنا ضروری ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی لامحدود طاقت پر بھروسہ جیسی اچھی خصوصیات کو اپنانے کی ترغیب دیتی ہے۔ جب کسی مسلمان کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کا سوال ہوتا ہے تو اسے کائنات کی جسامت اور اس میں کتنی مخلوقات موجود ہیں اس پر غور کرنا چاہیے۔ زمین نظام شمسی میں ایک واحد سیارہ ہے جو کئی سیاروں اور ایک ستارے سے بنا ہے۔ بہت سے نظام شمسی ایک کہکشاں بناتے ہیں۔ بہت سی کہکشائیں کائنات بناتی ہیں۔ ایک مسلمان اس بات پر پختہ یقین رکھتا ہے کہ یہ تمام چیزیں بغیر کسی شریک اور مدد کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں اور برقرار ہیں۔ جب کوئی مسلمان اس پر گہرائی سے غور کرتا ہے تو اسے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اگر اللہ تعالیٰ پوری کائنات کو کسی چیز سے محروم یا ہم آہنگی سے محروم کیے بغیر قائم رکھ سکتا ہے تو وہ ان کے مسائل اور مشکلات کا بھی خیال رکھ سکتا ہے۔

رزق ایک ایسی چیز ہے جس پر لوگ اکثر دباؤ ڈالتے ہیں اور بعض صورتوں میں، یہ تناؤ انہیں غیر قانونی ذرائع سے رزق حاصل کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ جب بھی کسی مسلمان کو اس تناؤ کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو اسے کائنات اور ان بے شمار مخلوقات پر غور کرنا چاہیے جن کے لیے اللہ تعالیٰ مسلسل رزق مہیا کرتا ہے۔ اگر وہ ایسا کرتا ہے تو کسی کو یہ شک کیوں کرنا چاہیے کہ وہ ایسے شخص کے لیے رزق فراہم نہیں کرے گا جس کو اپنے آپ کو برقرار رکھنے کے لیے صرف چند چیزوں کی ضرورت ہے؟ مشکلات کا سامنا کرتے وقت ایک قدم پیچھے ہٹنا اور ان حقائق کا اندازہ لگانا تناؤ کو دور کرنے اور اللہ تعالیٰ پر اپنے بھروسے کو مضبوط کرنے کا ایک بہترین طریقہ ہے۔

قرآن مجید اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات میں تعلیمات ملتی ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا مخلوق کو مسلسل رزق دینے کا وعدہ۔ باب 29 العنکبوت، آیت 60:

"...اور کتنے ہی مخلوق ہیں جو اپنا رزق نہیں اٹھاتے۔ اللہ اسے اور تمہیں رزق دیتا ہے"

لیکن ان تعلیمات کی حقیقت کائنات جیسی مخلوق میں بھی پائی جاتی ہے۔ باب 3 علی عمران، آیت 190:

’’بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے آنے جانے میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔‘‘

اس لیے مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ سب سے پہلے آسمانی صحیفوں کی تعلیمات کو سیکھیں اور اس پر عمل کریں اور پھر تخلیق پر غور کریں۔ یہ کسی کے ایمان کی مضبوطی کا باعث بنے گا، جس میں اللہ تعالیٰ پر توکل کی مضبوطی بھی شامل ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر توکل - 9

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جامع ترمذی نمبر 2516 میں موجود حدیث میں اللہ تعالیٰ کی لامحدود اور مطلق قدرت و اختیار کی طرف اشارہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے ایسا کرنا نہیں چاہا۔ اسی طرح ساری مخلوق مل کر بھی کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتی اگر اللہ تعالیٰ ان کو نہ چاہے۔ اس کا مطلب صرف وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ کائنات میں ہوتا ہے۔ غور طلب ہے کہ یہ نصیحت اس بات کی طرف اشارہ نہیں کرتی ہے کہ کسی کو دوا جیسے اسباب کا استعمال ترک کر دینا چاہیے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی اسباب کو استعمال کر سکتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور نے پیدا کیا ہے، لیکن اسے سمجھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کے نتائج کا فیصلہ کرنے والا ہے۔ مثال کے طور پر، وہ بہت سے بیمار لوگ ہیں جو دوائی لیتے ہیں اور اپنی بیماری سے شفا پاتے ہیں۔ لیکن وہ دوسرے ہیں جو دوائی لیتے ہیں اور ٹھیک نہیں ہوتے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک اور عنصر حتمی نتیجہ کا فیصلہ کرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی مرضی۔ باب 9 توبہ آیت 51:

کہہ دو کہ ہم پر ہرگز نہیں مارے جائیں گے مگر جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دیا ہے‘‘۔’’

جو اس بات کو سمجھتا ہے وہ جانتا ہے کہ ان پر اثر انداز ہونے والی ہر چیز سے بچا نہیں جا سکتا تھا۔ اور وہ چیزیں جو ان سے چھوٹ گئیں وہ کبھی حاصل نہیں ہو سکتی تھیں۔

یہ جاننا ضروری ہے کہ نتیجہ جو بھی نکلے خواہ وہ کسی شخص کی خواہش کے خلاف کیوں نہ ہو انہیں صبر کرنا چاہیے اور یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے بہترین انتخاب کیا ہے خواہ وہ نتائج کے پیچھے حکمت کو نہ بھی دیکھیں۔ باب 2 البقرہ، آیت 216:

لیکن شاید آپ کو کسی چیز سے نفرت ہو اور وہ آپ کے لیے اچھی ہو۔ اور شاید آپ کو ایک چیز پسند ہے اور وہ آپ کے لیے بری ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

جب کوئی اس سچائی کو صحیح معنوں میں سمجھ لیتا ہے تو وہ مخلوق پر انحصار کرنا چھوڑ دیتا ہے یہ جانتے ہوئے کہ وہ انہیں فطری طور پر نقصان یا فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ اس کے بجائے، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں، اس کے احکام کی تعمیل، اس کی ممانعتوں سے اجتناب اور صبر کے ساتھ تقدیر کا سامنا کرتے ہوئے خلوص نیت سے اس کی حمایت اور حفاظت چاہتے ہیں۔ یہ ایک مسلمان کو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کی طرف لے جاتا ہے۔ یہ انسان کو صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی ترغیب دیتا ہے، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر مخلوق انہیں نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

اس بات کو تسلیم کرنا کہ انسان کی زندگی اور کائنات کے اندر موجود تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیدا ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو سمجھنے کا ایک حصہ ہے۔ یہ ایک ایسا موضوع ہے جس کی کوئی انتہا نہیں ہے اور صرف اس سطحی یقین سے آگے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ جب یہ بات کسی کے دل میں جم جاتی ہے تو وہ صرف اللہ سے امید رکھتے ہیں، یہ جانتے ہوئے کہ وہی ان کی مدد کرنے والا ہے۔ وہ اپنی زندگی کے تمام پہلوؤں میں صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کریں گے۔ حقیقت میں، ایک شخص صرف نقصان سے تحفظ یا کچھ فائدہ حاصل کرنے کے لئے دوسرے کی اطاعت کرتا ہے .صرف اللہ تعالیٰ ہی یہ عطا کر سکتا ہے اس لیے صرف وہی اس کی اطاعت اور عبادت کا مستحق ہے۔ اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر کسی دوسرے کی اطاعت کو پسند کرتا ہے تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ یہ دوسرا انہیں کسی قسم کا فائدہ یا نقصان سے بچا سکتا ہے۔ یہ ان کے ایمان کی کمزوری کی علامت ہے۔ تمام چیزوں کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ ہے، لہٰذا مسلمانوں کو صرف اسی کی اطاعت کرنی چاہیے۔ باب 35 فاطر، آیت 2:

اللہ تعالیٰ لوگوں کو جو کچھ بھی رحمت عطا فرمائے اسے کوئی نہیں روک سکتا۔ اور جس چیز کو " ‘‘وہ روکے، اس کے بعد اسے کوئی نہیں چھوڑ سکتا۔

یہ جاننا ضروری ہے کہ کسی ایسے شخص کی اطاعت کرنا جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ترغیب دیتا ہے، درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ مثلاً حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت۔ باب النساء آیت 80 4:

‘‘جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔’’

رزق - 1

صحیح مسلم نمبر 6748 میں موجود ایک حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصیحت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے تمام مخلوقات کے لیے رزق جیسی تمام چیزیں مختص کر دیں۔ اور زمین.

یہ سمجھنا ضروری ہے کہ تمام حالات کے حوالے سے دو پہلو ہوتے ہیں، جیسے رزق حاصل کرنا۔ پہلا پہلو وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے معنی، تقدیر کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ واقع ہو گا اور تخلیق میں کوئی بھی چیز اسے ہونے سے نہیں روک سکتی۔ چونکہ یہ کسی شخص کے ہاتھ سے باہر ہے، اس لیے اس پہلو پر دباؤ ڈالنا کوئی معنی نہیں رکھتا کیونکہ ان کا تقدیر پر کوئی اثر نہیں ہوتا چاہے وہ یا کوئی اور کیا کرے۔ اس کے علاوہ، اس فراہمی میں ایک شخص کو اس دنیا میں زندہ رہنے کے لیے کم از کم ضرورت بھی شامل ہے۔ یعنی جب تک وہ زندہ ہیں انسان کو رزق ملتا رہے گا اور اسے حاصل کرنے اور استعمال کرنے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی ، خود بھی نہیں۔

دوسرا پہلو اس کی اپنی کوشش ہے۔ اس پہلو پر ایک شخص کا مکمل اختیار ہے اور اس لیے انہیں اس پہلو پر توجہ مرکوز کرنی چاہیے جو انہیں فراہم کیے گئے ہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لیے ان کی جسمانی طاقت، اس کے احکام کی تعمیل، اس کی ممانعتوں سے اجتناب اور تقدیر کا سامنا کرتے ہوئے وہ صبر جس پر ان کا کوئی اختیار نہیں، روایات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق۔ اس میں حرام، زیادتی، فضول خرچی اور اسراف سے بچتے ہوئے ان کی ضروریات اور اپنے محتاجوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے حلال رزق حاصل کرنے کی کوشش کرنا شامل ہے۔

نتیجہ اخذ کرنے کے لیے، ایک مسلمان کو کبھی بھی ایسی چیزوں پر دباؤ ڈالنے میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے جن پر ان کا کوئی کنٹرول یا اثر نہیں ہے۔ اس کے بجائے وہ اپنے پاس موجود ذرائع استعمال کریں اور ان چیزوں پر عمل کریں جن پر ان کا اختیار ہے اسلام کی تعلیمات کے

مطابق۔ ایک مسلمان کو اپنا رزق ان تک پہنچانے کے لیے یا تو سستی اختیار کرتے ہوئے اور تقدیر پر بھروسہ کرتے ہوئے سخت ذہنیت اختیار کرنے سے گریز کرنا چاہیے اور نہ ہی اپنی کوششوں پر مکمل بھروسہ کرنا چاہیے۔ میزان یہ ہے کہ اسلام کی تعلیمات کے مطابق حلال مال کمانے کی کوشش کی جائے اور اللہ تعالیٰ کی ضمانت پر بھروسہ کیا جائے کیونکہ یہ بھروسہ بے صبری اور ناجائز ذرائع سے مال کی تلاش کو روک دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی کا حکم دیا ہے۔

رزق - 2

صحیح بخاری نمبر 2072 میں موجود ایک حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصیحت فرمائی کہ کسی نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر چیز نہیں کھائی۔

مسلمانوں کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کے لیے سستی کا شکار نہ ہوں۔ بدقسمتی سے، بہت سے مسلمان حلال کام کرنے سے منہ موڑ لیتے ہیں، سماجی فوائد حاصل کرتے ہیں اور مساجد میں رہتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے، ان کے رزق کے لیے۔ یہ اللہ تعالیٰ پر بالکل بھروسہ نہیں ہے۔ یہ صرف سستی ہے جو اسلام کی تعلیمات سے متصادم ہے۔ دولت حاصل کرنے کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ پر حقیقی بھروسہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کو اس کی جسمانی طاقت جیسے ذرائع کا استعمال کیا تاکہ وہ اسلام کی تعلیمات کے مطابق حلال مال حاصل کر سکیں اور پھر اللہ پر بھروسہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ان ذرائع سے انہیں حلال مال مہیا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ وہ اپنے بنائے ہوئے ذرائع کو استعمال کرنے سے دستبردار ہو جائے کیونکہ اس سے وہ بے کار ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ بے کار چیزوں کو تخلیق نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کا مقصد یہ ہے کہ کسی کو مشتبہ یا ناجائز ذرائع سے دولت کمانے سے روکا جائے، جیسا کہ ایک مسلمان کو ان کے رزق پر پختہ یقین رکھنا چاہیے، جس میں دولت بھی شامل ہے، آسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے ان کے لیے مختص کی گئی تھی۔ اور زمین .اس کی تصدیق صحیح مسلم نمبر 6748 میں موجود حدیث سے ہوتی ہے۔ یہ تقسیم کسی بھی حالت میں نہیں ہو سکتی۔ ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اسے حلال ذرائع سے حاصل کرنے کی کوشش کرے جو کہ انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ صحیح بخاری نمبر 2072 میں موجود ایک حدیث میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فراہم کردہ ذرائع کو استعمال کرنا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کا ایک پہلو ہے، کیونکہ اس نے انہیں اسی مقصد کے لیے پیدا کیا ہے۔ لہٰذا ایک مسلمان کو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے سستی نہیں کرنی چاہیے جب کہ ان کے پاس اپنی کوششوں سے حلال مال کمانے کے ذرائع ہوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں فراہم کیے گئے ذرائع ہوں۔

آخر میں، بنیادی حدیث کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا بھی کسی کو اس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ وہ دوسروں پر انحصار کرنے سے آزاد ہو جائے، جیسے کہ حکومت یا رشتہ دار۔ اس کے بجائے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فراہم کردہ ذرائع کو اسلام کی تعلیمات کے مطابق استعمال کرنا

چاہیے اور اس یقین کے ساتھ کہ ان کا مختص کردہ حلال رزق ان تک پہنچ جائے گا۔ یہ یقینی بنائے گا کہ وہ اکیلے اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں۔

رزق - 3

اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کے لیے رزق کا خالق اور مختص کرنے والا ہے جس کی انہیں اپنے جسمانی اور روحانی ڈھانچے کو برقرار رکھنے کی ضرورت ہے۔ درحقیقت صحیح مسلم نمبر 6748 میں موجود ایک حدیث کے مطابق تمام مخلوقات کا رزق زمین و آسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے مختص کیا گیا تھا۔

جو شخص اس الٰہی نام کو سمجھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے گا کہ وہ ان کو فراہم کرے جیسا کہ اس نے ان کے پیدا ہونے سے پہلے ان کے لیے منصوبہ بنایا تھا۔ وہ اس بھروسہ کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حلال رزق حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے ثابت کریں گے اور ہر اس چیز سے پرہیز کریں گے جو حرام اور مشتبہ ہو۔

یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ جیسا کہ لوگوں کو کھانے پینے کی شکل میں جسمانی رزق کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح مسلمان کی روح کو بھی رزق کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ رزق اسے مضبوط کرتا ہے اور اسے ابدی نعمتوں کی طرف لے جاتا ہے۔ یہ رزق اللہ تعالیٰ کی مخلصانہ اطاعت کی صورت میں ہے جس میں اس کے احکام کی تعمیل، اس کی ممانعتوں سے اجتناب اور تقدیر کا صبر کے ساتھ سامنا کرنا شامل ہے۔ اس سب کی بنیاد اسلامی علم حاصل کرنا اور اس پر عمل کرنا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ روح کے اس اہم رزق کو حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے جسمانی جسم کے لیے بھی کوشش کریں۔ اس سلسلے میں دو عناصر کو یاد رکھنا چاہیے۔ کسی کے ضامن رزق کو حاصل کرنے میں غیر قانونی اور غیر ضروری کوششیں نہ کریں۔ اور اس رزق کا غلط استعمال نہ کریں اور اسے ضائع نہ کریں۔

ایک مسلمان کو اس اسم الٰہی پر عمل کرتے ہوئے اسلام کی تعلیمات کے مطابق اپنے کفیلوں کی کفالت کرکے اپنا فرض ادا کرنا چاہیے۔ اس میں انہیں تعلیم کے ذریعے جسمانی اور روحانی دونوں طرح کی فراہمی شامل ہے۔ ایک مسلمان کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے لیے غربت سے ڈرے بغیر اپنی استطاعت کے مطابق ضرورت مندوں کے لیے ایسا ہی کرے۔ انہیں سنن ابوداؤد نمبر

میں موجود حدیث کو یاد رکھنا چاہیے، جس میں یہ نصیحت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس 4893
مسلمان کی ضرورت پوری کرے گا جو دوسروں کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے۔

رزق - 4

اللہ تعالیٰ وہ ہے جو بے حد فضل والا ہے اور بغیر کسی معاوضہ اور ظاہری وجہ کے احسانات اور نعمتیں عطا کرتا ہے۔ وہ بغیر مانگے دل کھول کر دیتا ہے۔

جو مسلمان اس الہی نام کو سمجھتا ہے وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے فضل اور برکت کی تلاش میں رہے گا، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ عطا کرنے والا مانگنا پسند کرتا ہے۔ اس کی تصدیق جامع ترمذی نمبر 3571 میں موجود حدیث سے ہوتی ہے۔ لیکن یہ جاننا ضروری ہے کہ جو شخص عطا کرنے والے سے فضل چاہتا ہے اسے معلوم ہونا چاہیے کہ یہ اس کی نافرمانی سے حاصل نہیں ہوتا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی نافرمانی سے حاصل ہونے والی دنیاوی نعمتیں دونوں جہانوں میں اپنے مالک کے لیے بوجھ بن جائیں گی۔ ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ عطا کرنے والے کے احکام پر عمل کرتے ہوئے، اس کی ممانعتوں سے اجتناب کرتے ہوئے اور صبر کے ساتھ تقدیر کا مقابلہ کرتے ہوئے اس سے فائدہ مند نعمتیں حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ جب ایک مسلمان صحیح معنوں میں سمجھتا ہے کہ تمام نعمتیں عطا کرنے والے کی طرف سے دی گئی ہیں تو وہ اس کا سچا شکر ادا کریں گے۔ یہ تب ہوتا ہے جب کوئی اپنے پاس موجود تمام نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق استعمال کرتا ہے۔ اس سے برکتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ باب 14 ابراہیم، آیت 7:

"اور یاد کرو جب تمہارے رب نے اعلان کیا کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں تم پر ضرور اضافہ کروں گا۔"

ایک مسلمان کو اس اسم الٰہی پر عمل کرنا چاہیے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے دوسروں کو دی گئی ہیں۔ جو دوسروں کو دیتا ہے اسے اس سے زیادہ دیا جائے گا جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ باب 2 البقرہ، آیت 245:

کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے کہ وہ اس کے لیے کئی گنا بڑھا دے؟ اور اللہ ہی ہے جو ''
روکتا ہے اور کثرت دیتا ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔''

رزق - 5

میرے پاس ایک خیال تھا، جسے میں شیئر کرنا چاہتا تھا۔ لوگ اکثر ذہنی اور جسمانی طور پر تھک جانے کی شکایت کرتے ہیں جب ان کی ضروریات اور ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے حلال رزق کمانے کی بات آتی ہے، جیسے کہ اپنے زیر کفالت افراد کو مہیا کرنا۔ یہ سمجھنا ضروری ہے کہ جب تک انسان اس دنیا میں رہتا ہے، اس کے رزق، معنوی، اس دنیا میں زندہ رہنے کے لیے ضروری چیزوں کی ضمانت اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ درحقیقت، اس نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے 50،000 سال پہلے مخلوق کے لیے رزق مختص کیا تھا۔ اس کی تصدیق صحیح مسلم نمبر 6748 میں موجود ایک حدیث سے ہوتی ہے۔ باب 11 ہود، آیت 6:

" اور زمین پر کوئی جاندار ایسا نہیں ہے کہ اس کا رزق اللہ کے ذمے ہے اور وہ اس کے رہنے کی جگہ اور ذخیرہ کرنے کی جگہ کو جانتا ہے۔ سب کچھ واضح رجسٹر میں ہے۔"

اس الاٹمنٹ کے ایک پہلو میں کسی کے رزق کو حاصل کرنے کے لیے درکار ذہنی اور جسمانی توانائی شامل ہے۔ لیکن غور کرنے والی اہم بات یہ ہے کہ ضمانت شدہ رزق اس دنیا میں زندہ رہنے کے لیے صرف مطلوبہ کم سے کم ہے، اس بات کی کوئی ضمانت نہیں ہے کہ کسی شخص کو اس کم سے کم سے زیادہ ملے گا، اگرچہ زیادہ تر لوگ زیادہ حاصل کرتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ تمام لوگوں کو اس دنیا میں زندہ رہنے کے لیے کم سے کم رزق حاصل کرنے کے لیے ذہنی اور جسمانی توانائی فراہم کی گئی ہے، لیکن ان سب کو اس سے زیادہ فراہم نہیں کی گئی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کچھ لوگوں کو کم سے کم سے زیادہ فراہم کیا گیا ہے اور اس لیے انہیں اس کے حصول کے لیے درکار ذہنی اور جسمانی توانائی بھی فراہم کی گئی ہے، جب کہ دوسروں کو نہیں۔ اس لیے جب لوگ اپنی کم سے کم ضروریات سے زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، جو انہیں مختص نہیں کی گئی تھی، تو اس کا نتیجہ صرف ذہنی اور جسمانی طور پر تھکاوٹ کی صورت میں نکلے گا، کیونکہ انہیں زیادہ رزق کے حصول کے لیے درکار اضافی ذہنی اور جسمانی توانائی فراہم نہیں کی گئی تھی۔ جبکہ فضول خرچی اور اسراف کے بغیر اپنی ضروریات کو حاصل کرنے کی کوشش

کرنے والا کبھی بھی ذہنی یا جسمانی طور پر تنگ نہیں ہوگا کیونکہ اس سطح کی ذہنی اور جسمانی توانائی کی ضمانت دی گئی ہے۔

نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اگر کوئی رزق حاصل کرنے کے سلسلے میں ذہنی اور جسمانی تھکن سے بچنا چاہتا ہے تو اسے اپنی کم سے کم ضروریات کے مطابق حاصل کرنے اور استعمال کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اپنے زیر کفالت افراد کو بھی ایسا کرنا سکھانا چاہیے۔

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے اور اس کے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ان کی آل اور صحابہ کرام پر درود و سلام ہو۔

اچھے کردار پر 400 سے زیادہ مفت ای بکس

400 سے زیادہ مفت ای بکس: https://shaykhpod.com/books/
آڈیو بکس کے لیے بیک اپ سائٹ : https://archive.org/details/@shaykhpod
شیخ پوڈ ای بکس کے براہ راست پی ڈی ایف لنکس:
https://spebooks1.files.wordpress.com/2024/05/shaykhpod-books-direct-pdf-links-v2.pdf

https://archive.org/download/shaykh-pod-books-direct-pdf-links/ShaykhPod%20Books%20Direct%20PDF%20Links%20V2.pdf

دیگر شیخ پوڈ میڈیا

آڈیو بکس : https://shaykhpod.com/books/#audio
روزانہ بلاگز: https://shaykhpod.com/blogs/
تصویریں: https://shaykhpod.com/pics/
جنرل پوڈکاسٹ: https://shaykhpod.com/general-podcasts/
PodWoman: https://shaykhpod.com/podwoman/
PodKid: https://shaykhpod.com/podkid /
اردو پوڈکاسٹ: https://shaykhpod.com/urdu-podcasts/
لائیو پوڈکاسٹ: https://shaykhpod.com/live/

ڈیلی بلاگز، ای بکس، تصویروں اور پوڈکاسٹوں کے لیے گمنام طور پر واٹس ایپ چینل کو فالو کریں:
https://whatsapp.com/channel/0029VaDDhdwJ93wYa8dgJY1t

ای میل کے ذریعے روزانہ بلاگز اور اپ ڈیٹس حاصل کرنے کے لیے سبسکرائب کریں:
http://shaykhpod.com/subscribe